رأس الحسین (رضی اللہ عنہ)

پروفیسر مقبول احمد قاضی صاحب

تاریخِ اسلام کے اندوہناک واقعات میں سے حضرت امام حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت ایک نہایت ہی المناک اور الم انگیز واقعہ ہے۔ اگرچہ آپ کی شہادت کے واقعہ سے پہلے اور بھی بڑے بڑے دردناک واقعاتِ شہادت رونما ہوئے ہیں۔ مثلاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ، کی شہادت اور پھر بعد از شہادت ان کی نعش کے ساتھ جو وحشیانہ سلوک کیا گیا۔ وہ کسی طرح بھی کم افسوسناک نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کی شہادت اور وہ بھی ایک زہر آلود تلوار کے ساتھ، حضرت جعفرؓ اور حضرت عمرؓ کی شہادت یہ سب واقعات کس طرح بھی اپنے اندر حضرت امام حسینؓ کی شہادت سے کم غمناک نہیں ہیں۔ خصوصاً حضرت ذوالنورین حضرت عثمانؓ کی شہادت تو بعض اعتبارات سے امام حسینؓ کی شہادت کی بہ نسبت زیادہ المناک ہے۔ آپ کئی روز گھر میں محبوس رہے۔ معاندین نے آب و دانہ کی رسد بند کر دی۔ نہایت بے دردی اور بے رحمی سے اس حالت میں آپ کو خاک و خون میں تڑپا دیا گیا جب آپ قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ مگر یہ تاریخ اسلام کا ایک عجوبہ ہے کہ ان تمام جلیل القدر اصحاب کی شہادت کو تو فراموش کر دیا گیا مگر حضرت امام حسینؓ کی شہادت کے تذکرے کو ہمیشہ کے لیے زندہ و جاوید بنا دیا گیا۔ اور ہر عام و خاص نے یہی تصوّر کر لیا کہ تاریخِ اسلام میں شہادت کا سب سے بڑا واقعہ یہی ہوا ہے۔

اگرچہ شہادتِ حسینؓ کے واقعہ کو اس قدر اہمیت دینے کے لیے بہت سے سیاسی اور غیر سیاسی عوامل ہیں مگر اس وقت ہماری گفتگو کا موضوع ان اسباب و محرکات کا تجزیہ کرنا نہیں کہ حضرت حمزہؓ، حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے مقابلہ میں اس واقعہ کو اس قدر کیوں اہمیت دی جا رہی ہے۔

اس وقت ہماری گزارشات صرف اس بارہ میں ہیں کہ جب ۶۱ھ میں دس محرم کو بروز جمعۃ المبارک (جبکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ، کی عمر ۵۸ سال تھی) آپ کو کربلا میں شہید کر دیا گیا تو شہادت کے بعد آپ کے جسد اطہر اور رأس مبارک کا کیا بنا۔ جہاں تک آپ کے جسدِ اطہر کا تعلق ہے تو اس بارہ میں کم و بیش تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ شہادت کے بعد اسے کربلا میں سپردِ خاک کر دیا گیا تھا۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

وقد دفن بدن الحسین فی مصرعہ بکربلاء، ولم ینبش، ولم یمثل بہ

حضرت حسینؓ کا بدن کربلاء کی شہادت گاہ میں ہی دفن کر دیا گیا۔ نہ اس کو وہاں سے نکالا گیا اور نہ ہی اس کا مثلہ کیا گیا۔

لیکن جہاں تک آپ کے سر مبارک کا تعلق ہے تو اس بارہ میں بھی تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ اسے کاٹ کر بعض مؤرخین کے بقول خولی بن یزید اور حمید بن مسلم نے اور بعض کے بقول شمر، قیس بن الاشعث عمرو بن حجاج اور عروۃ بن قیس نے ابن زیاد کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ کا سر مبارک ایک طشتری میں رکھا ہوا تھا اور ابن زیاد چھڑی لے کر بار بار آپ کے دندان مبارک کو چھو رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ کہ میں نے اس سے زیادہ خوبصورت چہرہ زندگی بھر کبھی نہیں دیکھا۔ جب ابن زیاد اپنی اس حرکت سے باز نہ آیا اور بار بار چھڑی آپ کے ہونٹوں اور دندان مبارک کو لگا رہا تھا۔ تو صحابی رسول حضرت ابو برزہ اسلمیؓ سے برداشت نہ ہوسکا اور آپ نے فرمایا کہ اپنی چھڑی کو اٹھا لو۔ اور یہ حرکت بند کرو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ آپؐ حضرت حسینؓ کے لبوں کا بوسہ لے رہے تھے۔ اس پر ابن زیاد نے چھڑی اٹھائی اور اپنی حرکت سے باز آگیا۔ اس بارہ میں روایات مختلف ہیں۔ کہ ابن زیاد کو منع کرنے والے صحابی کون تھے۔ صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالکؓ، مسند احمد میں ابو برزہ اسلمیؓ اور تاریخ کامل ابن اثیر میں زید بن ارقمؓ کا نام ہے۔ بخاری شریف میں ہے۔

ان الرأس حمل الی قدام عبید اللہ بن زیاد وجعل ینکت بالقضیب علی ثنایاہ بحضرۃ انس بن مالکؓ

آپ کا سر عبید اللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ اور وہ حضرت انس بن مالکؓ کی موجودگی میں چھڑی سے دانتوں کو چھیڑ رہا تھا۔

مسند احمد میں ہے۔

ان ذالک کان بحضرۃ ابی برزۃ الاسلمی[لہ]۔

وہ یہ حرکت ابو برزہ اسلمیؓ کی موجودگی میں کر رہا تھا۔ کامل ابن اثیر میں ہے۔

جلس ابن زیاد واذن للناس فاحضرت الرؤس بین یدیہ وھو ینکت بقضیب بین ثنیتیہ فلما رآہ زید بن ارقم لا یرفع قضیبہ قال اعل ھذا القضیب عن ھاتین الثنیتین فو اللہ الذی لا الہ غیرہ لقد رأیت شفتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ھاتین الشفتین یقبلھما ثم بکی۔

لہ آپ کا نام نضلہ بن عبیدؓ ہے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے آپ ہی نے ابن خطل کو عین اسوقت قتل کیا تھا جب وہ غلاف کعبہ میں چھپ رہا تھا۔ آپ حضرت علیؓ کے ساتھ خوارج کے خلاف معرکہ حروراء میں شامل تھے۔ (سیر اعلام النبلاء)

ابن زیاد بیٹھ گیا۔ تمام سر اس کے سامنے لائے گئے۔ اس نے چھڑی سے آپ کے سامنے والے دانتوں کو چھونا شروع کر دیا۔ جب زید بن ارقمؓ نے دیکھا کہ وہ اس حرکت سے باز نہیں آ رہا تو آپ نے فرمایا اپنی چھڑی اٹھا لو۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ان دونوں لبوں کو بوسہ دے رہے تھے۔ یہ کہہ کر آپ رو پڑے۔"

ان منع کرنے والے اصحاب کے ناموں میں اختلاف کے باوجود ایک بات جو ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے لبوں پر چھڑی لگانے کا واقعہ عبیداللہ بن زیاد کا ہے نہ کہ یزید بن معاویہ کا جیسے کہ بعض مورخین نے بلا ثبوت صحیح اس کا ذکر کیا ہے۔ امام ذہبی سیر اعلام النبلاء میں اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔

وانما المحفوظ ان ذالك كان عند عبيد الله۔

صحیح بات یہ ہے کہ یہ واقعہ عبیداللہ (ابن زیاد) کی مجلس کا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

لیکن بعض الناس یروی باسناد منقطع ان هذا النکت کان بحضرة یزید بن معاویه وهذا باطل فان ابا برزه وانس بن مالك كانا بالعراق ولم يكونا بالشام ويزيد بن معاويه كان بالشام ولم يكن بالعراق حين مقتل الحسين فمن نقل انه نكت بالقضيب بحضرة هذين قدامه فهو كاذب قطعاً كذباً معلوماً بالنقل المتواتر (رأس الحسين ص۱۸)

بعض لوگوں نے منقطع روایت بیان کی ہے کہ یہ چھڑی والا واقعہ یزید بن معاویہ کی موجودگی میں ہوا مگر یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ ابو برزہ اسلمیؓ اور انس بن مالکؓ امام حسینؓ کی شہادت کے وقت عراق میں تھے۔ شام میں نہیں تھے۔ جبکہ یزید اس وقت شام میں تھا۔ جن لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ یزید نے ان دونوں صحابہ (انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور ابو برزہ اسلمیؓ) کی موجودگی میں آپ کے دندان مبارک کو چھڑی کی نوک سے چھیڑا وہ قطعاً جھوٹے ہیں۔ ان کا جھوٹ نقل متواتر سے صاف طور پر ظاہر اور معلوم ہو جاتا ہے۔"

بعض دیگر مباحث کا ذکر کرنے کے بعد آپ مزید فرماتے ہیں۔

فقد تبين بها ان القصة التي يذكرون فيها حمل الرأس الى يزيد ونكته بالقضيب كذبوا فيها وان كان الحمل الى ابن زياد۔ وهو الناكت بالقضيب ولم ينقل باسناد معروف ان الرأس حمل الى قدامه[الامير]

ان دلائل سے بخوبی واضح ہو گیا کہ یہ واقعہ کہ آپ کا سر یزید کے پاس بھیجا گیا اور اس نے آپ کے لبوں یا دانتوں پر چھڑی ماری بالکل جھوٹ ہے۔ کسی معروف سند سے یہ بات ثابت نہیں کہ آپ کا سر یزید

کے سامنے پیش کیا گیا۔ ہاں البتہ ابن زیاد کے سامنے ضرور پیش کیا گیا۔ اور اس ہی نے چھڑی مارنے والی حرکت کی "۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ متواتر اور معروف روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ یزید نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر انتہائی دکھ اور افسوس کا اظہار کیا۔

ان یزید لما بلغہ مقتل الحسین اظہر التالم من ذالک وقال لعن اللہ اھل العراق لقد کنت ارضی من طاعتھم بدون ھذا۔

جب یزید کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے انتہائی دکھ اور غم والم کا اظہار کیا اور کہا کہ اہل عراق (قاتلین حسین رضی اللہ عنہ) پر اللہ کی لعنت ہو۔ میں اس قتل کے بغیر بھی ان کی اطاعت پر خوش تھا۔

ابن زیاد کے متعلق یزید نے کہا۔

لوکان بینہ و بین الحسین رحم لما قتلہ۔

اگر اس کا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ رشتہ ہوتا تو کبھی قتل نہ کرتا۔

ان روایات کی موجودگی میں جو کہ متواتر ہیں۔ اور معروف اسناد سے ثابت ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یزید کو اس قتل پر دکھ ہوا لہٰذا یزید کے متعلق وہ منقطع روایت کہ اس نے چھڑی سے آپ کی بے حرمتی کی اس کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہ جاتی اور وہ محض کذب ثابت ہوتی ہے۔

ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں۔

ان نقل رأس الحسین الی الشام لا اصل لہ فی زمن یزید فکیف ینقلہ بعد زمن یزید وانما الثابت ھو نقلہ الی امیر العراق عبید اللہ بن زیاد بالکوفۃ والذی ذکر العلماء انہ دفن بالمدینۃ۔

(حضرت) حسین رضی اللہ عنہ کے سر کو شام لے جانے کی اصل بات ہے ہی قطعاً ثابت نہیں ہاں امیر کوفہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس سر کا لے جانا ثابت ہے۔ لہٰذا جب یزید کے زمانہ میں آپ کا سر شام نہیں لے جایا گیا تو یزید کے عہد کے بعد اس کا وہاں لے جانا کیسے ثابت ہو سکتا ہے۔ اور علماء نے بیان کیا ہے کہ آپ کا سر مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا۔

ان تصریحات سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہ بات محض جھوٹ اور بے اصل ہے کہ حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک یزید کے سامنے پیش کیا گیا اور اس نے اس کی بے حرمتی کی۔ اور جن مؤرخین نے اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ آپ کا سر مبارک یزید کے سامنے لایا گیا اور اس نے چھڑی سے بے حرمتی کی ان کی بات زیادہ

وزنی نہیں ہے۔ کیونکہ اس تمام تر واقعہ کے راوی عموماً غالی اور متعصب شیعہ مؤرخ ہیں۔ اس واقعہ کا راوی ابو مخنف لوط بن یحییٰ شیعہ ہے۔ اور یہ بات سب لوگ جانتے ہیں کہ شیعہ مؤرخ یزید کے دامن کو داغدار کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے ان کی نگاہ میں تو یزید فرعون سے بھی زیادہ بدتر ہے۔ اس وقت زیادہ تفصیل کا موقع نہیں صرف ایک شیعہ مؤرخ مسعودی کا ہی قول ملاحظہ فرمائیے۔ موصوف مروج الذہب میں لکھتے ہیں۔

وسیرہ سیرۃ فرعون، بل فرعون کان اعدل منہ فی رعیتہ وانصف منہ لخاصتہ وعامتہ۔

یزید فرعون سیرت تھا۔ بلکہ فرعون اس کی بہ نسبت اپنی رعایا میں زیادہ عادل تھا اور اس کی بہ نسبت اپنے عوام و خواص میں زیادہ انصاف کرنے والا تھا۔

جب کسی شخص کے متعلق کسی مؤرخ کا یہ عقیدہ خیال ہو تو اس سے عدل و انصاف کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کی مذکورہ بالا عبارت سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ شہادت کے بعد حضرت امام حسینؓ کا سر مبارک مدینہ میں مدفون ہوا۔ اور آپ کے سر مبارک کے نام پر جو عسقلان و مصر میں مشاہد بنے ہوئے ہیں وہ محض فریب ہیں۔ نہ وہاں آپ کا سر مبارک دفن ہے۔ اور نہ جسم اطہر کا کوئی اور حصہ یہ سب قرامطہ اور بنو بویہ کی چال تھی۔ جس کی بناء پر وہ اپنا تعلق خاندان نبوت سے جوڑنا چاہتے اور اس طرح عوام کو دھوکہ دینا چاہتے تھے۔ حضرت امام حسینؓ کے سر مبارک کے نام پر بنایا گیا مشہد عسقلانی آپ کی شہادت کے تقریباً چار سو نوے سال کے بعد تعمیر ہوا اور اسی طرح مصر میں بنایا گیا "مشہد" تقریباً پانچ سو چالیس سال بعد تعمیر ہوا۔ اور یہ سب کچھ ان لوگوں نے کیا جو اہل بیت کے نام پر عوام کو دھوکہ دینا چاہتے تھے ان دونوں مشاہد کے متعلق امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں

ان الامکنۃ المشہورۃ عند الناس بمصر والشام انہا مشہد الحسین وان فیہا رأسہ فکلہا کذب واختلاق وافک وبہتان (راس الحسین ص ۳۳)

مصر اور شام میں وہ مقامات مشہور جو مشہد الحسین کے نام سے مشہور ہیں اور جن کے متعلق سمجھا جاتا ہے کہ وہاں حضرت امام حسینؓ کا سر ہے محض جھوٹ ہے۔ من گھڑت ہیں اور کذب و افتراء ہیں جن کی کوئی حقیقت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ شہادت کے بعد حضرت امام حسینؓ کا جسم مبارک میدان کربلا میں مدفون ہوا۔ سر مبارک کو تن سے جدا کر کے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس نے چھڑی سے ان کی بے حرمتی کی اور اس واقعہ کی نسبت یزید کی طرف غلط اور جھوٹ ہے۔ اور یہ کہ امام حسینؓ کا سر مبارک نہ عسقلان میں ہے نہ مصر میں بلکہ وہ جنت البقیع مدینہ منورہ کے قبرستان میں مدفون ہے۔

([illegible])